مختلف منشیات کے بارے میں حقائق و دلائل

محمد منیر قمر ترجمان سپریم کورٹ
الخبر سعودی عرب

اصلاحی لفظ "شراب" کے تحت صرف انگور سے تیار کردہ شراب ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز آتی ہے جو نشہ آور ہو' پینے والی ہو یا کھانے والی' سونگی جاتی ہو یا ٹیکے کے ذریعے جسم میں داخل کی جاتی ہو۔ اس کی ہر قلیل و کثیر مقدار ہی حرام ہے۔ خواہ وہ عہد جاہلیت میں پائی جاتی ہو یا عہد نبوت میں اس کا ذکر ملتا ہو یا بعد کی ایجاد ہو اور عہد قدیم سے لے کر آج تک یہ مختلف اقسام اور مختلف ناموں سے تیار کی اور پی جاتی رہی ہے۔ مثلاً خمر' جعہ یا بیئر' بتع یا میڈ' مذر یا ایل' طلاء' سکرکہ' نضیح' سادیہ یا شاذیہ' غبراء' باذق' دازی' مصع' بوارہ' حشیش' مارفین' کوکائین' ہیروئین' وہسکی' کونیاک' شیمپین' پورٹ' میڈیرا' کلارٹ' ہوک اور کوئنگو یا امغیثارمین۔ (للتفصل الخمر بین الطب و الفقہ ۱۴' ۱۹۔ موقف الاسلام من الخمر ۱۴۶ - ۱۵۰' فقہ السنہ ۲ ر ۳۸۲ - ۳۸۳)

اب یہاں مختصر انداز سے بعض ایسی اشیاء کا ذکر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جو نشہ آور اور حرام ہونے کے اعتبار سے تو شراب ہی کے حکم میں ہے لیکن ان پر شرعی حد یا سزا کے بجائے فقہائے اسلام میں سے بعض نے تعزیر لگائی ہے اور بعض نے حد کا حکم ہی نافذ کیا ہے۔

حشیش یا بھنگ و چرس و گانجھا اور افیون

ان میں سے سب سے پہلی چیز حشیش ہے۔ جس کا پودا یونان' مقدونیا' بلاد ترک و شام اور دوسرے گرم علاقوں میں بویا اور اگایا جاتا ہے۔ جمہور علماء اس کے نشہ آور اور حرام ہونے کی رائے رکھتے ہیں۔ جبکہ بعض کے نزدیک یہ نشہ آور نہیں اور اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ علماء سلف کے زمانہ میں پائی ہی نہیں جاتی تھی بلکہ بعد کی پیداوار ہے لہٰذا ان کی طرف سے اس کے بارے میں

کوئی رائے نہیں ملتی کہ یہ کب کی پیداوار ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ؒ نے اپنے مجموع الفتاوی میں لکھا ہے کہ "یہ سب سے پہلے مسلمانوں میں اس وقت رائج ہوئی جب چھٹی صدی کے آواخر اور ساتویں صدی کے شروع میں تاتاریوں کی حکومت کا ظہور ہوا۔ چنگیز خان کی تلوار اور حشیش کی ابتداء کا ایک ہی زمانہ ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ جب لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ممنوع کردہ احکام کی خلاف ورزی عام شروع کر دی تو اللہ تعالی نے چنگیز خان جیسا شخص ان پر مسلط کر دیا۔

(مجموع الفتاوی ۳۴ / ۲۰۵' ۲۱۱)

یہ حشیش بڑی منکرات میں سے ہے اور بعض وجوہات کی بناء پر یہ شراب سے بھی بدترین ہے۔ جبکہ بعض وجوہ کی بناء پر شراب اس سے بدترین چیز ہے۔ اس کے نشہ آور ہونے کے علاوہ یہ آدمی میں ہیجڑا پن اور دیوثی و بے غیرتی کا بیج بوتی ہے۔ مزاج کو بگاڑ دیتی ہے۔ یہ بسیار خوری کا موجب بنتی ہے اور کئی لوگ اس کے استعمال کے نتیجہ میں مجنوں و دیوانے ہو گئے ہیں۔

اور فقہاء نے کہا ہے کہ اس کے استعمال کرنے والے کو بھی شرابی کی طرح حد لگائی جائے گی۔

او اس کے نجس ہونے میں ایک طرح کا اختلاف ہے۔ بعض اسے نجس اور بعض نے اسے غیر نجس کہا ہے اور بعض کے نزدیک یہ تر حالت میں نجس ہے اور خشک حالت میں غیر نجس ہے۔ اور شیخ الاسلام نے یہ آراء ذکر کرنے کے بعد فیصلہ کن انداز میں لکھا ہے کہ یہ رطب و یابس یعنی خشک و تر ہر حالت میں نجس ہے اور آگے دلائل کے ساتھ اس بات کو ثابت بھی کیا ہے۔

اور ایک سوال پر فتوی دیتے ہوئے لکھا ہے "اس کی نشہ آور مقدار بالاتفاق حرام ہے۔ اور جو اسے حلال سمجھے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور وہ توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اسے مرتد سمجھتے ہوئے قتل کر دیا جائے گا اور مسلمانوں

کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔" (فتاوی ابن تیمیہ ۳۴ ر ۱۹۷ - ۲۱۴)

اور شیخ الاسلام موصوف نے اس سے ملتی جلتی رائے اسلامی حکومت کے موضوع پر اپنی ایک کتاب السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی و الرعیۃ میں بھی ذکر کی ہے۔ (السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیہ ۱۶ - ۸۷ طبع دار الکاتب العربی)

اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے بھی حشیش کو خمر میں شامل قرار دیا ہے۔ (زاد المعاد ۲ ر ۳ ر ۱۱۴ - ۱۱۵ طبع قدیم)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ علیہ نے کبیرہ گناہوں کے موضوع پر اپنی کتاب الکبائر میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کل مسکر خمر کہ ہرنشہ آور چیز شراب ہے۔ اس میں حشیش بھی داخل ہے۔ یہ بھی شراب کی طرح حرام ہے اور اس کے استعمال کرنے والے کو بھی شراب نوشی کرنے والے کی طرح ہی حد لگائی جائے گی اور انہوں نے بھی لکھا ہے کہ حشیش انسان میں ہیجڑا پن اور بے غیرتی کا بیج بوتی ہے اور عقل و مزاج میں بگاڑ کا موجب بنتی ہے" اور بعض علماء نے اس پر حد کی بجائے تعزیر کی رائے دی ہے کیونکہ علماء مقدمین میں سے اس کے بارے میں کسی سے کوئی رائے نہیں ملتی (جبکہ علماء سلف سے اس کے بارے میں کوئی رائے یا کلام نہ ملنے کا سبب شیخ الاسلام کے فتاوی کے حوالہ سے ہم ذکر کر آئے ہیں کہ یہ چھٹی صدی کے آواخر اور ساتویں صدی کے اوائل میں تاتاریوں کے زمانے کی پیداوار ہے) اور یہی بات علامہ موصوف نے بھی کی ہے اور خود علامہ ذہبی نے اس کے مفاسد و مضرات کی بناء پر دلائل ذکر کرکے اس کے حرام ہونے اور اس پر حد لگانے کی رائے ہی اختیار کی ہے۔ (الکبائر للذہبی ۹۳ - ۹۵)

اور اس کے نجس یا طاہر ہونے کے بارے میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ علیہ نے بھی تینوں آراء ذکر کرکے اس کے خشک و تر ہر حالت میں نجس ہونے کو ہی

صحیح تر قرار دیا ہے۔ (الکبائر للذہبی ۸۵)

اور فرمایا ۔

قل لمن یاکل الحشیشۃ جھلا
عشت فی اکلھا باقبح عیشۃ

جو شخص جہالت میں حشیش کا استعمال کرتا ہے اسے کہہ دو کہ تم انتہائی بدترین زندگی گزار رہے ہو۔

قیمۃ المرء جوھر فلما ذا
یا اخا الجھل بعتہ بحشیشۃ

انسان کی قیمت تو اس کے جوہر (انسانیت و عقل) سے ہے تو پھر اے نادان تم نے اس جوہر کو اس حشیش کے بدلے میں کیوں بیچ دیا (عقل و انسانیت کا جنازہ کیوں نکال دیا) (حوالا بالا)

امام نووی رحمہ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ بھی اس کے حرام ہونے کی رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ ارشاد نبوی ہے کل مسکر حرام۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اس کی رو سے ہر نشہ آور حرام ہے چاہے شراب کی طرح سیال و مائع نہ بھی ہو اور اس میں حشیش بھی داخل ہے۔

امام نوویؒ سے فتح الباری میں ہی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے بالجزم نشہ آور قرار دیا ہے اور آگے جن لوگوں نے اس مسکر کے بجائے مخدر کہا ہے ان کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ بھی طرب اور نشہ و مستی پیدا کرتی ہے اور اگر اسے غیر نشہ آور بھی مان لیا جائے تب بھی اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مفتر ہے (یعنی یہ جسم میں فتور کا سبب بنتی ہے۔ جس سے بدن ست و ڈھیلا پڑ جاتا ہے) کذا فی معالم السنن خطابی و المنجد۔ اور ہر مفتر چیز بھی حرام ہے کیونکہ سنن ابو داؤد میں یہ حدیث ہے نھی رسول اللہ ﷺ عن کل

مسکر و مفتر۔ کہ نبی ﷺ نے ہر مسکر و مفتر سے منع فرمایا ہے۔
(فتح الباری بحوالہ موقف الاسلام ۱۳۷)

و قال بعض الحنفیة : ان من قال یحل الحشیشة زندیق مبتدع۔
(فقہ السنہ ۲ ر ۳۸۶)

احناف کے بعض علماء کا کہنا ہے کہ جو شخص حشیش کو حلال کہے وہ زندیق و بدعتی ہے۔

ایسے ہی مرقاۃ الصعود' سبل السلام شرح بلوغ المرام' الزواجر للہیثمی' معالم لسنن شرح ابی داؤد' عون العبود شرح ابی داؤد' شرح السنن لابن ارسلان' الجوزہ للعلامہ ابن دقیق العید میں حشیش کو حرام قرار دیا گیا ہے اور درمختار میں بھی لکھا ہے کہ "بھنگ و حشیش اور افیون حرام ہیں کیونکہ یہ عقل کو فاسد کر دیتی ہیں"

اور ابن بیطار نے لکھا ہے کہ "بعض علماء نے حشیش کے دینی و دنیوی اعتبار سے ایک سو بیس نقصانات شمار کئے ہیں۔ (عون المعبود ۱۰ ر ۱۲۷ ۔ ۱۲۹' الزواجر ۱۵۹ ۔ ۱۶۰ سبل السلام ۲ ر ۳ ر ۳۵ ۔ ۳۶)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حشیش و بھنگ اور چرس کے نام سے استعمال کی جانے والی چیز نشہ آور و حرام ہے اور اکثر علماء کے صحیح تر قول کے مطابق اس کے استعمال کرنے والے کو بھی شراب نوشی کی حد لگائی جائیگی۔

کوکین' مارفین' ہیروئین اور قات

۱ ۔ کوکین :۔ حشیش سے ملتی جلتی ہی ایک چیز کوکین بھی ہے۔ جو جنوبی امریکہ میں پائے جانے والے ایک درخت سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس کا استعمال جسم کو کمزور اور عقل کو ضعیف کر دیتا ہے۔ یہ جنون و پاگل پن کا سبب بنتی ہے۔ اس کا عادی متفکر و پریشان رہنے لگتا ہے اور لقمہ حلال کمانے سے قاصر ہو جاتا ہے اور جرائم پیشہ بن جاتا ہے اور کبھی خودکشی بھی کر بیٹھتا ہے۔ یہ ناک کے

ذریعے بھی چڑھائی جاتی ہے اور ٹیکے کے ذریعے بھی جلد کے نیچے داخل کی جاتی ہے۔

2 - مارفین :- ایسی ہی ایک چیز مارفین ہے یہ آپریشن کرنے سے پہلے مریض کو بے ہوش کرنے کیلئے بھی استعمال کی جاتی ہے اور بطور نشہ بھی۔

علی فکری اپنی کتاب الامراض الاجتماعیہ میں لکھتے ہیں "کہ اس کا نقصان اور زہر ناکی بھی افیون سے کم نہیں یہ منہ میں خشکی' سخت پیاس' سر میں سخت درد' عام تھکاوٹ ' جسم میں بوجھل پن' عدم حرکت' قلت احساس اور غنودگی طاری رہنے کا موجب بنتی ہے اور مارفین کے عادی کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ ایک زندہ لاش رہ جاتا ہے۔ جس کی سانسیں تو چلتی ہیں مگر حرکت بالکل معمولی اور وہ بھی غیر منتظم ہوتی ہے۔ جسم ٹھنڈا اور نبض کمزور ہوتی جاتی ہے اور بالاخر وہ پوری طرح ہی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور اس زندگی سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

3 - ہیروئین :- ایک تیسری چیز ہیروئین ہے جو کہ سفید پوڈر کی شکل میں پایا جانے والا سم قاتل ہے۔ یہ مارفین سے ہی تیار کی جاتی ہے اور افیون سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ یہ ناک میں نسوار کی طرح چڑھائی جاتی ہے اور ٹیکے کے ذریعے جلد کے نیچے یا باریک شریانوں میں داخل کی جاتی ہے۔ یہ عقل کے فتور و جمود' دماغی اضطراب' خوف و ہراس کے دائمی احساس کا موجب بنتی ہے۔ قوت تمیز و فیصلہ کو کمزور کر دیتی ہے اور انسان میں جھوٹ' خیانت اور چوری جیسے جرائم کو جنم دیتی ہے اور س سے دیگر کئی جسمانی و روحانی امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔

ان تینوں چیزوں یعنی کوکین' مارفین اور ہیروئین کے نقصانات کے پیش نظر اور نشہ آور ہونے کی شکل میں انہیں حرام قرار دیا گیا ہے۔

اور اس میں کسی چیز کو نشہ آور نہ بھی مانا جائے تو اس کا مفتر ہونا تو یقینی ہی ہے کہ جسم کو فتور اور ڈھیلے پن میں مبتلا کر دیتی ہے اور ایسی ہی چیز کو ابو داؤد و مسند احمد کی حدیث کی رو سے حرام قرار دیا گیا ہے۔ جس میں حضرت ام سلمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن کل مسکر و مفتر۔ (مختصر ابی داود مع معالم السنن خطابی و تہذیب ابن قیم ۵ ر ۲۶۹، الفتح الربانی ۱۷ ر ۱۳۱)

ترجمہ :۔ نبی اکرم ﷺ نے ہر نشہ آور اور جسم میں فتور، ڈھیلا پن پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ ان کے طبی نقصانات، ان کے چوری کی عادت ڈالنے والی اشیاء ہونے اور دیگر غیر اخلاقی عادات کا موجب بننے کی وجہ سے بھی یہ حرام ہیں اور پھر ان کے حرام ہونے کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ اسراف و تبذیر یا فضول خرچی تو مباح و حلال اشیاء میں بھی جائز نہیں بلکہ فضول خرچی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے سورہ اسراء میں شیطانوں کا بھائی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے :

و لا تبذر تبذیرا ؁ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین و کان الشیطان لربہ کفورا۔ (سورہ الاسراء ۲۶ ۔ ۲۷)

ترجمہ :۔ فضول خرچی مت کرو فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

جب مباح و حلال اشیاء میں فضول خرچی کرنے والے شخص کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ تو جو ان ممنوع اشیاء میں مال خرچ کرے اس کا کیا انجام ہو گا۔ جبکہ صحیح بخاری و مسلم شریف میں ارشاد نبوی ہے۔

ان رجال یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلھم النار یوم القیامۃ۔

(بخاری ۲۹۵۰، طبع موسسہ علوم القرآن عجمان)

ترجمہ :۔ جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں قیامت کے دن وہ جہنمی ہوں گے۔

صحیح بخاری میں ایک اور حدیث بھی ہے جس میں مال ضائع کرنے کو اللہ

کے ناپسند فرمانے کا ذکر آیا ہے :

ان اللہ حرم علیکم حقوق الامہات .... و اضاعة المال۔

(بخاری ۲۲۷۷)

اور ان اشیاء کا استعمال میڈیکل رپورٹس کی رو سے مدھم رفتار زہر سے خودکشی کرنے کے مترادف ہے اور خود کشی صحاح و سنن میں مذکور احادیث رسولؐ کی رو سے حرام ہے اور تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قتل نفس کبیرہ گناہ ہے اور خود کشی موجب جہنم ہے۔ لہٰذا جس چیز کا استعمال موت یعنی خودکشی کا باعث بنتا ہو اس کا استعمال حرام کیوں نہ ہو گا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کوکین ' مارفین اور ہیروئین جیسے تمام میٹھے زہر اپنے طبی ' مالی اور جسمانی و روحانی نقصانات کی وجہ سے شرعا و عقلا حرام ہیں۔ اور جس چیز کا نشہ آور ہونا ثابت ہو جائے اس کے استعمال پر شرعی حد یعنی (۸۰ یا ۴۰) کوڑے بھی ہیں اور جو چیز نشہ آور تو نہ ہو مگر مخدر و مفتر ہو اس کا پینا تو حرام ہے مگر اس پر حد نہیں۔ بلکہ اس کے استعمال پر تعذیرا سزا ہے۔

ایک وضاحت

یہاں ایک بات کی وضاحت بھی کر دیں کہ مخدرات و مفترات کی دو قسمیں ہیں۔ جن میں سے ایک قسم طبعی اور دوسری مصنوعی۔ طبعی مخدرات و مفترات میں سے بعض تو پودے ہیں اور بعض نباتات اور گھاسیں ہیں جیسے خشخاص و پوست کا پودہ ہے۔ جس سے افیون حاصل کی جاتی ہے۔ اور پھر بھنگ و چرس و گانجھا کا پودا ہے جسے عموما حشیش کہا جاتا ہے۔

قات

ایک اور پودا قات ہے۔ یہ یمنی اور افریقی ممالک میں ہوتا اور اس کی نوعیت بھی وہی ہوتی ہے جیسے ہمارے ممالک میں بھنگ کے پودے کی ہے۔

شیخ محمد سعید الشیبانی اور کتاب اصلاح المجتمع کے حوالہ سے شیخ احمد بن حجر آل بوطامی آف قطر نے قات کے مضرات میں سے مال و وقت اور صحت کی بربادی، نماز وغیرہ واجبات سے بے توجہی، دانتوں کی بیماری، بواسیر کی بیماری، کم خوری، ودی ٹپکنے کی بیماری، مادہ منویہ میں کمزوری، دائمی قبض، مرض گردہ، جسم میں دبلا پن کے علاوہ ایک ضرر یہ گناہ ہے کہ قات کا عادی اپنی آل و اولاد کو بھوکا، پیاسا چھوڑ کر قات خریدنے نکل جاتا ہے اور بسا اوقات اپنے کپڑے سامان بستر حتی کہ مکان بھی قات کے حصول کے لئے بیچ دیتا ہے اور پھر موصوف نے اپنے بیٹے ڈاکٹر حجر کے حوالہ سے معدے، جگر اور دل کے امراض، ہائی بلڈ پریشر، شوگر اور جنون و دیوانگی جیسے امراض کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

جب کہ مخدرات و مفترات کی دوسری قسم مصنوعی اشیاء جو کیمیائے طریقے سے نکالی اور تیار کی جاتی ہیں جیسے متعدد اقسام کے الکحل، کوکین و مارفین اور ہیروئین وغیرہ یہ سبھی اشیاء حرام ہیں۔ (موقف الاسلام من الخمر ۱۶۰ - ۱۲۸، الخمر و سائر المسکرات ۱۴۷ - ۱۵۴ - ۱۶۷ - ۱۷۵)

حشیش کا استعمال بطور ہتھیار

بعض عیار اور مفسد عناصر اپنے مذموم ترین مقاصد و عزائم کی بجا آوری کیلئے نشہ آور اشیاء کا استعمال ہتھیار کے طور پر کرتے ہیں۔ جیسا کہ حشیشین کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں حسن بن صباح نے نوجوانوں کو حشیش کا عادی بنا کر قاتلوں اور دہشت گردوں کا ایک گروہ تیار کیا تھا اور اس نے جو تباہی مچائی تھی وہ اسلامی تاریخ کے دردناک ترین ابواب میں سے ہے۔ یہ حشیشین گروہ جس شاطرانہ اور خفیہ طریقے سے قتل و غارتگری کرتا تھا۔ اس نے ایسی شہرت حاصل کی کہ آج تک انگریزی زبان میں حشیش (Assassin) کا لفظ استعمال ہی قاتل کے معنوں میں ہوتا آ رہا ہے۔

قلعۃ الموت اس دہشت گرد حسن بن صباح نے کس طرح نوجوانوں کو

اپنے دام میں پھنسایا تھا۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے "خضر راہ" میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

ساحر "الموت" نے تجھ کو دیا برگ حشیش
اور تو نے اے بے خبر سمجھا اسے شاخ نبات

اور آج بھی یہ برگ حشیش قوموں کی سیاست اور مزاج میں دخیل ہے کسی زمانہ میں چینی لوگ افیون خوری میں ضرب المثل تھے اور ان کی گراں خوابی کی حکائتیں بیان ہوتی تھیں۔ لیکن آج چین نشہ آور اشیاء سے (کسی حد تک) نجات پا کر عالمی طاقت بن چکا ہے۔

جبکہ دوسری کئی عالمی طاقتیں ہیروئین وغیرہ جیسی منشیات کے ہاتھوں اخلاقی میدان میں تو تباہ ہو ہی چکی تھیں۔ ایڈز جیسی مہلک بیماریوں نے وبائی صورت اختیار کرکے ساری دنیا میں انہیں اور بھی حقیر و ذلیل بنا دیا ہے۔

نشہ آور اشیاء کا استعمال اور اس کا کاروبار انسان کو پستی کی کیسی انتہاء تک پہنچا سکتا ہے۔ اسکا اندازہ چند مختلف امور سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ جن میں سے جنگ ویتنام کے دوران اخبارات میں شائع ہونے والی ایک خبر بھی ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ ویت نام میں امریکی سمگلروں کے ایک گروہ نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جنگ میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی جو لاشیں امریکہ بھیجی جاتیں تھی۔ یہ گروہ ان لاشوں کے پیٹ چاک کرکے اندرونی اعضاء نکال کر ان کی جگہ نشہ آور اشیاء کے پیکٹ بھر دیتا تھا۔ تابوت میں بند جیالوں (یا قومی شہیدوں) کی یہ لاشیں جب امریکہ پہنچتی تھیں تو وہاں دوسرا گروہ تدفین سے قبل پوسٹ مارٹم کی آڑ میں ان لاشوں کو دوبارہ چیر کر یہ ساری نشہ آور اشیاء نکال لیتا تھا۔ اور اللہ جانے کب سے یہ مذموم کاروبار جاری تھا۔

اور اسلامک ریسرچ اکیڈمی دہلی (۴۔ جوگا بائی نئی دہلی ۲۵) کے مطابق کچھ عرصہ تھائی لینڈ میں بھی ایک ایسے گروہ کا پتہ چلا تھا۔ جو بچوں کو اغواء کرکے

انہیں قتل کرتا تھا اور پھر ان کی لاشوں میں نشہ آور اشیاء بھر کر اسمگلنگ کا کاروبار کرتا تھا۔ اندازہ فرمایئے کہ انسانی پستی اور خباثت و بہیمت کی اس سے بدترین مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ (عرض ناشر کتاب' شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت و مضرات ص ۶ ۔ ۷ اردو ترجمہ الخمر و سائر المسکرات مترجم مولانا خلیل احمد شمیم قطر)

جبکہ اخلاقی و روحانی گراوٹ و پستی کا اندازہ اس خبر سے کیا جا سکتا ہے۔ جو پچھلے سال بڑی مشہور ہوئی تھی کہ کسی شقی القلب اور بدبخت انسان نے قرآن پاک کے صفحات کو جلد کے اندر سے مربع یا مدور شکل میں کاٹ کر نکالا اور اس کی جگہ کوئی نشہ آور چیز کو بھر کر اوپر غلاف چڑھا لیا۔

اور پچھلے دنوں ہمارے اسلامی ملک پاکستان میں بھیانک نسلی و لسانی فسادات ہوئے۔ ان کی بنیاد بھی دراصل انہی منشیات کا کاروبار ہی تھا۔ کاروبار کرنے والے گروہ کو شبہ تھا کہ فلاں نسل و زبان کے لوگ ہمارے اس کاروبار میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔ اس بدگمانی نے ہزاروں بے گناہوں کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔ کروڑوں کی املاک تباہ ہوئیں اور دونوں گروہوں کے درمیان نفرت اور خونی کشکش کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

ان تینوں چاروں واقعات سے نشہ آور اشیاء کی وحشت و سفاکی' تباہی و غارتگری اور اخلاقی و روحانی مضرت او قباحت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

الکحل متعدد اشیاء میں

الکحل معروف نشہ آور اشیاء کے علاوہ بھی متعدد دوسری چیزوں میں پایا جاتا ہے۔ جن میں طبی دوائیں' تریاق' لوشن اور سپرے' پرفیومز وغیرہ شامل ہیں اور الکحل کی اگرچہ متعدد اقسام ہیں مگر ان میں سے دو زیادہ اہم و معروف ہیں۔ جنہیں ڈاکٹر محمد علی البار نے الخمر بین الطب و الفقہ میں ڈاکٹر حجر بن احمد کے حوالہ سے شیخ احمد بن حجر آل بوطامی نے الخمر و سائر المسکرات میں بطور خاص

ذکر کیا ہے۔ ان میں سے پہلا ہے ایتھائیل الکحل (Ethyl Alcohol) جو کہ اڑ جانے والا سیال ہوتا ہے اور ذاتی طور پر اس کا کوئی رنگ یا ذائقہ نہیں ہوتا اور وہسکی جین اور برانڈی جیسی تیز شرابوں میں چالیس سے ساٹھ فیصد تک یہی الکحل پایا جاتا ہے اور اس کے اڑ جانے والا سیال مادہ ہونے سے با آسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لوشنز اور سپرے پرفیومز میں بھی اس کی ایک مقدار شامل ہوتی ہے۔

جبکہ دوسری قسم میتھائیل الکحل (Methyl Alcohol) اور یہی سب سے زیادہ استعمال ہونے والی قسم ہے۔ بلکہ کثرت استعمال کی وجہ سے اب الکحل کہا ہی اسے جاتا ہے۔ اور یہی شرابوں کی اصل روح ہے اور اسے ہی روح یا (Spirit) کہا جاتا ہے اور روح سے بھی روح شراب ہی مراد ہوتی ہے۔ لوشنز اور پرفومز میں یہ بھی استعمال ہوتا ہے اور کبھی ان دونوں قسموں کی تھوڑی تھوڑی مقدار شامل کی جاتی ہے اور یہ قسم انتہائی مہلک ہے۔

(الخمر بین الطب و الفقہ ۱۷، الخمر و سائر المسکرات ۱۵۳ - ۱۵۴)

اس وقت جس قدر دوائیں ہیں اول تو ان میں سے ہر دوا میں الکحل ہوتا نہیں اور جن دواؤں میں الکحل کی کوئی نہ کوئی مقدار پائی جاتی ہے۔ انہیں اطباء نے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ ایک وہ دوائیں جو صرف روغنی اور قلوی مواد پر ہی مشتمل ہوتی ہیں اور انہیں گھولنے یا سیال شکل دینے کے لئے الکحل کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ روغنی و قلوی مواد پانی سے گلتا اور سیال رہتا ہی نہیں۔

ایسی کسی دوا کا استعمال بعض اہل علم نے تین شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔

پہلی شرط یہ کہ اس دوا کے سوا دوسری کوئی دوا ایجاد ہی نہ ہوئی ہو جو اس حالت میں مفید ہونے کے ساتھ ساتھ الکحل سے خالی ہو۔

دوسری شرط اس دوا کی تجویز کسی دیندار و عادل مسلمان ڈاکٹر کی طرف سے ہو نہ کہ غیر مسلم یا برائے نام مسلمان ڈاکٹر کی طرف سے۔

تیسری شرط اس مادے میں الکحل کی محض معمولی سی مقدار شامل ہو جو کہ نشہ پیدا نہ کر سکے۔

(بلکہ ہمارے نزدیک یہ رائے بھی کوئی حرف آخر نہیں کیونکہ عین امکان ہے کہ طب جدید کل تک ایسے مواد سے بھی ہمیں بے نیاز کر دے اور یہ اضطراری شکل بھی باقی نہ رہے۔ ولیس ذالک علی اللہ بعزیز۔)

۲ ۔ موجودہ دواؤں کی دوسری قسم وہ ہے جن میں الکحل کی مقدار کسی اضطرار اور ضرورت و مجبوری کی بناء پر ہرگز شامل نہیں کی جاتی۔ بلکہ سیرپ وغیرہ کو ایک خاص خوشبو اور ذائقہ دینے کیلئے شامل کی جاتی ہے۔ جس پر امریکہ اور یورپی ممالک کے لوگ (شرابوں کے رسیا ہونے کی وجہ سے) عادی ہو چکے ہیں جہاں سے عموماً یہ دوائیں تیار ہو کر ہمارے یہاں بھی آتی ہیں۔

ان دوسری قسم کے دواؤں کے حرام ہونے میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے اور مسلمان ڈاکٹروں کو چاہئے کہ ایسی دوائیں تجویز کرنے سے ہر ممکن اجتناب و احتراز کریں۔ (الخمر بین الطب و الفقہ ۲۴ ۔ ۲۵)

اس طبی و علمی رائے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دوائیں جنہیں استعمال کرنے کے بعد انسان ڈرائیونگ وغیرہ نہیں کر سکتا بلکہ ڈرائیونگ سے باقاعدہ روکا جاتا ہے ان کا استعمال ہرگز جائز نہیں کیونکہ ان میں مذکورہ شرائط نہیں پائی جاتیں۔

سپرے و پرفیومز وغیرہ کا استعمال

لوشنز اور خصوصاً آفٹر شیو لوشنز اور سپرے پرفیومز میں بھی یہ الکحل پایا جاتا ہے۔ بلکہ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے اور یہ چیزیں نشہ آور بھی ہیں اور طبی طور پر نقصان دہ بھی۔ لہٰذا یہ حرام ہیں جن میں سے بطور خاص فرنگی ممالک

سے آنے والی سپرے پرفیومز اور آفٹر شیو لوشنز ہیں۔

(الخمر و سائر المسکرات ۱۵۳)

اب یہاں سوچنے کی بات صرف اتنی سی ہے کہ چلئے مانا کہ کوئی دوا کسی حالت میں مجبوری بن گئی لیکن یہ چیزیں مجبوری کہاں سے بن سکتی ہیں کہیں بھی نہیں اور ہرگز نہیں خصوصا جبکہ خوشبو دار تیلوں کی شکل میں عطریات و خوشبوئیات کی بھی کوئی کمی نہیں ہے تو محض کسی چیز کے ساتھ امپورٹڈ کی ڈینگ مارنے کے فیشن کو اپناتے ہوئے حرام چیز کو استعمال کرنا چہ معنی دارد ؟

ایسے پرفیومز' لوشنز یا باڈی مسٹ کا بدن پر استعمال تو درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا استعمال صرف کپڑوں کے اوپر تک رہے تو یہ بھی اہل علم میں ایک اختلافی مسئلہ ہے اور اس اختلاف کی بنیاد شراب کے نجس یا طاہر ہونے والے اختلاف پر ہے اور ہم بالتفصیل ذکر کر چکے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک شراب نجس و ناپاک ہے اور ان کے دلائل بھی کافی جاندار ہیں۔ جبکہ بعض علماء نے دوسری رائے اختیار کی ہے اور کچھ قیاسی دلائل بھی ذکر کئے ہیں جن کا ضعف و کمزوری بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اس اختلاف سے قطع نظر بخاری و مسلم کے اس ارشاد رسالت مآب ﷺ کی رو سے جس میں آپ نے فرمایا ہے :

ان الحلال بین و ان الحرام بین و بینهما مشتبهات لا یعلمون کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات (فقد) استبراء لعرضه و دینه و من وقع فی الشبهات وقع فی الحرام۔ (بخاری ۵۲' مسلم ۱۵۹۹)

ترجمہ :۔ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے مابین بعض ایسے امور بھی ہیں جن میں شبہ پایا جاتا ہے جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو کوئی ان مشتبہ اشیاء سے بچ گیا اس نے اپنے دین و آبرو کو بچا لیا اور جو ان میں واقع ہو گیا وہ حرام میں واقع ہو گیا۔

اس ارشاد کی رو سے کسی پرفیومز کو استعمال کرنے سے گریز کرنا ہی افضل ہے خصوصا جبکہ ان کپڑوں میں نماز جیسی عبادات بھی بجا لائی جاتی ہیں۔ تقوی و ورع' پرہیز گاری اور اپنے دین و آبرو کو محفوظ کر لینے کا ذریعہ ایسی اشیاء کو ترک کرنا ہی ہے ۔ حرام و نجس سمجھتے ہوئے نہ سہی۔ مشکوک و مشتبہ سمجھتے ہوئے ہی سہی اور ایمان و تقوی اس بات کے متقاضی ہیں۔ ایسے مواقع یا مسائل کے لئے یہ حدیث شریف بہترین حل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث شریف کی عظمت اس کے کثیر الفوائد ہونے اور اس کے ان احادیث میں سے ایک ہونے کہ جن پر اسلام کا مدار ہے۔ ان اوصاف پر علماء کرام کا اجماع ہے۔ جبکہ علماء کی بڑی جماعت کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اسلام کا ایک تہائی حصہ ہے۔ یعنی اسلامی احکام و مسائل کا ایک تہائی حصہ صرف اسی ایک حدیث میں موجود ہے۔

اسلام کا دار و مدار کن احادیث پر ہے ؟

اسلام کا دار و مدار جن تین حدیثوں پر ہے۔ ایک تو یہ ہے اور دوسری انما الاعمال بالنیات ہے جو کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے اور تیسری من حسن الاسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ ۔ کے الفاظ والی حدیث ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے حسن اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی امور و اشیاء کو چھوڑ دے اور اصول ستہ کے مولفین میں سے امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کا تمام تر دار و مدار صرف چار ہی حدیثوں پر ہے ان میں سے تین تو یہی ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں اور چوتھی حدیث وہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں :

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔

ترجمہ :۔ کوئی شخص اس وقت تک مکمل مسلمان و مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی بجائے وہ حدیث ہے جس میں ارشاد نبویؐ ہے:

ازھد فی الدنیا یحبک اللہ و ازھد فیما فی ایدی الناس یحبک الناس۔

ترجمہ :۔ مال و متاع دنیا کی محبت چھوڑ دو۔ اللہ تم سے محبت کرے اور دوسروں کے پاس کی چیز پر للچائی ہوئی نظر ڈالنا چھوڑ دو تو لوگ بھی تم سے محبت کریں گے۔

علماء کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کے مطابق احکام و مسائل پر اسلام کا دارو مدار جن تین احادیث پر ہے۔ ان میں سے تیسری یہ ہے۔ اور امام ابو داؤد کے مطابق (جن چار احادیث پر مدار ہے ان میں چوتھی یہ ہے اور تیسرے قول کے مطابق) بھی چوتھی ہی بنتی ہے۔ لیکن اسے بھی مستقل مان لیا جائے تو کل پانچ احادیث میں سے یہ پانچویں حدیث ہے اس حدیث کا یہ مقام و مرتبہ اور عظمت و شان کیوں ہے ؟ محدثین کرام اور شارحین حدیث کے بقول اس لئے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ نے کھانے پینے' پہننے اور دیگر اشیاء استعمال کی اصلاح و طہارت کا حکم دیا ہے اور پھر یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ یہ سب اشیاء حلال ہوں اور حلال کی پہچان بتائی اور مشتبہ امور و اشیاء کو ترک کرنے کی ترغیب دلائی اور اسے دین و آبرو کا ضامن قرار دیا اور اسی حدیث میں دل کی اصلاح کی ترغیب ہے۔

مشتبہ امور سے مراد وہ افعال یا اشیاء ہیں جن کے حلال یا حرام ہونے کے دلائل واضح نہ ہوں۔ یعنی کوئی نص صریح یا اجماع امت بطور دلیل نہ ہو۔ اسی بناء پر اکثر لوگ اس کا حکم نہ جانتے ہوں اور علمائے کرام کسی نص یا قیاس و اجتہاد یا استصحاب وغیرہ کے ذریعے اس کا حکم طے کریں تو ظاہر ہے کہ اس چیز کی حلت و حرمت میں تردد کا باقی رہنا ایک یقینی امر ہے اور ان کی دلیل میں

کسی دوسرے پہلو کا احتمال بھی خارج از امکان نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں تقوی و ورع کا تقاضہ یہی ہوتا ہے کہ اس چیز کو ترک ہی کر دیا جائے اور ارشاد نبوی ہے :

فمن اتقی الشبہات فقد استبرا العرضہ و مالہ۔ کی رو سے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا جائے۔

سینٹ کا استعمال

"جدید فقہی مسائل" نامی کتاب میں اس کے مولف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (فاضل دیو بند) "سینٹ کا استعمال" کے زیر عنوان لکھتے ہیں :

عموما آج کل جدید طرز کا جو سینٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں الکحل کے اجزا پائے جاتے ہیں۔ الکحل کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ شراب بلکہ روح شراب ہے۔ شراب صرف حرام ہی نہیں بلکہ ناپاک بھی ہے۔ قرآن کریم میں اس کو "رجس" قرار دیا گیا ہے (مائدہ ۹۰) ایسی چیز کا شدید ضرورت کے بغیر خارجی اور بیرونی استعمال درست نہیں ہے جیسا کہ جسم پر ملنا وغیرہ۔

اس لئے اگر یہ تحقیق درست ہے کہ الکحل کا اسمیں استعمال کیا جاتا ہے تو سینٹ کا استعمال جائز نہیں۔ (جدید فقہی مسائل ص.۳۴' طبع حیدر آباد انڈیا' مجلس تحقیقات اسلامی)

اسپرٹ اور ٹنکچر

ان کے بارے میں ڈاکٹروں کی تحقیق یہ ہے کہ "جوہر شراب" ہیں اور جو چیز شراب ہو اس میں مفتی بہ قول کے مطابق کم و بیش کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ کم ہوں یا زیادہ حرام ہونگے اور اس لئے ناپاک بھی ہوں گے۔ لہذا خواہ مخواہ ان کا لگانا درست نہیں اور اگر لگ جائے تو دھونا واجب ہو گا۔

یہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے الفاظ ہیں اور آگے وہ لکھتے ہیں کہ :

"البتہ چونکہ اس کا استعمال بطور دوا کے ہوتا ہے اس لئے کوئی متبادل دوا نہ ملنے یا اس کے حاصل کرنے کی استطاعت نہ ہونے یا اس کی تلاش تک مرض بڑھ جانے اور شدت اختیار کر لینے کی صورت میں اس کا استعمال درست ہو گا"

امام ابو حنیفہ" کا مسلک گو کہ یہ ہے کہ حرام چیزوں سے علاج نہیں کیا جا سکتا مگر فقہائے احناف نے بھی اس کے جائز ہونے کا فتوی دیا ہے"

(رد المختار ۵ ر ۲۴۹)

اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اصحاب عرینہ کو اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم فرمایا تھا۔

(فیض الباری باب ابواب الابل بحوالہ بخاری نسائی طحاوی)

مذکورہ بالا سطور میں حضرت امام صاحب رحمہ اللہ علیہ کا جو مسلک نقل کیا گیا ہے وہ درست ہے اور فقہائے احناف کے جواز کا فتوی محل نظر ہے۔ جس کی کافی تفصیل ہم سابق میں ذکر کر آئے ہیں۔

اور آگے چل کر موصوف لکھتے ہیں۔ " اسپرٹ کا استعمال بعض ایسی چیزوں میں بھی ہوتا ہے جس کا بکثرت تعامل ہے اور ہمارے زمانہ میں اس سے بچنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ مثلاً کپڑوں کے رنگ' روشنائی' رنگے ہوئے کپڑے وغیرہ۔ ان کا استعمال بھی درست ہو گا۔

۱۔ اس لئے کہ اس کا استعمال بہت ہو گیا ہے اور وہ ایک ضرورت بن گئی ہے اور ضرورت ناجائز چیزوں کو بھی جائز کر دیتی ہے۔ فقہ کا مشہور اصول ہے الضرورۃ تبیح المحذورات۔ (الاشباہ و النظائر ابن نجیم ص ۱۰۸)

۲۔ (اس لئے) کہ اسپرٹ' روشنائی وغیرہ میں پڑنے کے بعد گویا اپنی حقیقت کھو دیتا ہے اور اس کی اصل ہی بدل جاتی ہے اور ناپاکی جب اس حد تک بدل جائے کہ اس کی پہلی حقیقت ہی نہ باقی رہے۔ اس کے بعد وہ ناپاکی باقی نہیں رہتی۔ (جدید فقہی مسائل ۳۳۔ ۳۴)

یہاں موصوف نے کپڑوں کی رنگائی اور روشنائی بنانے میں اسپرٹ کے استعمال کو "ضرورت" اور "بکثرت تعامل" قرار دیا ہے۔ جبکہ کسی ناجائز چیز کا بکثرت تعامل اس کے جائز ہو جانے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ ویسے کپڑوں کی رنگائی و روشنائی میں اسپرٹ کا استعمال کوئی ضروری بھی نہیں تو پھر یہ "ضرورت" بھی نہ رہا اور ویسے بھی "ضرورت" جو ناجائز اشیاء کو مباح کر دیتی ہے وہ کیا ہے ؟ اس کی تفصیل "قائلین جواز کے دلائل اور ان کا تجزیہ" میں گزر گئی ہے۔ وہیں اصحاب عرینہ کے اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دینے کی تفصیل موجود ہے۔ یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

بقیہ :۔ اداریہ

مظلوم قوم پر اب رحم فرمائیں۔ جو عرصہ پچاس سال سے مختلف مسائل سے دو چار ہیں اور نہایت کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہے۔ ان میں بیشتر ذہنی مریض بن چکے ہیں۔

اس قوم کو بھی کچھ تمنائیں اور آرزوئیں ہیں کہ کوئی تو ہو جو انہیں خوشحالی کی دہلیز پر لے جائے۔ انہیں ایک پر سکون اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرے۔ انہیں بھی اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق دیجئے۔ یہ سب اس وقت ممکن ہے۔ جب تمام ادارے اپنی حدود میں رہ کر اپنا کردار ادا کر سکیں گے اور پوری دیانت داری اور لگن سے اپنے فرائض سر انجام دیں۔ امید ہے آئندہ اس قوم کو مایوس نہیں کریں گی اور اپنی حدود میں رہ کر ملک کی ترقی کے لئے کام کریں گے۔